محمد عمر فاروق

ہیجڑوں کے گھر میں بچہ

پاکستان جب سے وجود میں آیا ہے۔ سیاسی استحکام کی دولت سے زیادہ دیر تک بہرہ ور نہیں رہ سکا۔ کئی جماعتیں دلفریب نعروں کے ساتھ میدانِ سیاست میں لنگر کس کر اتریں اور لنگوٹ چھوڑ کر غائب ہو گئیں۔ آج بھی سیاسی ابتری اور افراتفری کا دور دورہ ہے۔ "پونم" جیسے کنواریوں اور عوامی اتحاد جیسے مردانہ ناموں والے اتحاد اندرونی اختلافات کے باعث حکومت گرانے کی قوت دافعہ سے ہی خالی ہو چکے ہیں۔

اس گنجلک اور بد تر سیاسی صورتِ حالات میں امید کی ایک کرَن پشاور کے ہمسایہ علاقے اٹک میں نمودار ہوئی ہے۔ روزنامہ "اوصاف" کے بیورو آفس اٹک کی رپورٹ کے مطابق وہاں تیسری جنس کی نمائندہ نور جہاں عرف جانی خسرہ نے ایک پر ہجوم اخباری کانفرنس میں "آل پاکستان خواجہ سرا پارٹی" کے قیام کا اعلان کیا۔ ہمارے ملک میں ایسی "درمیانی" قیادت کا اٹھنا یقیناً کسی انقلاب سے کم نہیں ہے۔ انقلابی دعوے تو ہر سیاسی جماعت نے کیے۔ لیکن ابھی تک کوئی پارٹی عملاً انقلاب نہیں لا سکی اور پھر عوام نے زنانہ حکومت بھی دیکھی اور مردانہ گورنمنٹ تو اب بھی برسر اقتدار ہے۔ لیکن خواجہ سرا پارٹی کی بانی چیئرمین جس حکومت کا سندیسہ دے رہی ہیں۔ وہ "ہی" اور "شی" کی بجائے خالصتاً مخنث گورنمنٹ ہو گی جو جانی خسرہ کے بقول "حقیقی انقلاب برپا کرے گی۔"

چونکہ ابھی صرف پارٹی کا قیام کے اعلان کیا گیا ہے۔ اس لیے انقلاب کیا ہو گا اور اس کے لانے کا طریقہ کار کیا ہو گا؟ جیسے سوالات کے جوابات فی الحال جاری نہیں کیے گئے۔ مگر اہلِ نظر اندازہ کر سکتے ہیں کہ "انقلابیوں" کی یہ جماعت پاکستان میں کون سے رنگ کا انقلاب لائے گی۔ ادب ناشناس "شیرو" کا خیال ہے کہ "خواجہ سرا جہاں تو اپرات دیکھتے ہیں وہیں ساری رات ناچتے ہیں اور ان کے شب و روز شادیوں کی خانہ آبادیوں میں گزرتے ہیں۔ اس لیے یہ انقلاب سرخ ہو گا۔ کیونکہ سرخی لبوں کے لیے اتنی ضروری ہے۔ جتنا نو بیاہتا کے لیے لال لباس۔ ویسے بھی ہر سفیدی "انقلاب" کے بعد سرخی میں نہا جاتی ہے اس لیے سرخ رنگ کے انقلاب پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہو گا۔"

عوام یہ خیال نہ کرے کہ یہ پارٹی صرف خواجہ سراؤں کی فلاح و بہبود کے لیے ہی کام کرے گی اور ان کے حقوق کی جنگ نہیں لڑے گی۔ جانی خسرہ کے مطابق "ان کی پارٹی نہ صرف صدیوں سے ناانصافی کا شکار خواجہ سراؤں کے لیے بنیادی انسانی حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد کرے گی۔ بلکہ ناانصافی اور ظلم کی چکی میں پسنے والے پاکستان کے ننانوے فیصد عوام کو بھی انصاف مہیا کرے گی۔ جن پر ایک فیصد اقلیت مسلط ہے۔" جانی خسرہ کا یہ خطرناک عزم بالجزم صاحبانِ اقتدار بالخصوص ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لمحہ فکر یہ ہے

کیونکہ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ تیسری قوت ہونے اور انقلاب لانے کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ خواجہ سرا پارٹی کا انقلاب بکف تیسری قوت کی حیثیت سے سیاسی دنگل میں اترنا ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے یقیناً کسی بڑے خطرے کی گھنٹی ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ عوامی اتحاد سے طلاق بائن تو لے ہی چکے ہیں۔ بلاتاخیر خواجہ سرا پارٹی کے ساتھ کمپرومائز (سیاسی عقد) کر کے الائینس بنا لیں۔ خواجہ سرا پارٹی سے توقع ہے کہ وہ بھی بہ انداز خسروانہ بانہیں کھول کر ان کا استقبال کرے گی اور کبھی ان سے پیٹھ نہیں پھیرے گی۔ "شیرو" کی رائے ہے کہ "فائدے میں ڈاکٹر صاحب ہی رہیں گے۔ کیونکہ تیسری قوت کی نمائندگی اور انقلاب ان دونوں میں قدرِ مشترک ہے۔ اور اتحاد کی صورت میں ان دونوں کے ہوتے ہوئے کوئی تیسرا نمائندگی کا دعویٰ کر سکے گا اور نہ ہی انقلاب لا سکے گا۔ کیونکہ خواجہ سرا پارٹی کی بانی جانی خسرہ نے واشگاف کہا ہے کہ "حقیقی انقلاب صرف خواجہ سرا ہی لا سکتے ہیں۔ جنہیں آج تک پوری انسانی تاریخ میں حکومت کا موقع ہی نہیں دیا گیا"۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے اگر خوش قسمتی اور سنہری اتحاد کا یہ موقع کھو دیا تو ایسا نہ ہو کہ اے این پی یا "پونم" کے "بابے" خواجہ سرا پارٹی کو بائی کمان سمیت ہائی جیک کر کے انقلاب برپا نہ کر دیں۔ کیونکہ جانی خسرہ کو پورا یقین ہے کہ "اب ہماری حکومت بنے گی اور دنیا دیکھے گی کہ یہ حکومت اپنی مثال آپ ہو گی"۔

"شیرو" نے ادھر اُدھر سے سن گن کر یہ خبر دی ہے کہ خواجہ سرا پارٹی کے قیام سے حکومت کے ایوانوں میں بھی تھر تھلی مچ گئی ہے۔ اور وفاقی وزیر شیخ رشید احمد کی نقل و حمل کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے کہ وہ کہیں دورن خانہ خواجہ سرا پارٹی سے گٹھ جوڑ نہ کر لیں۔ جبکہ حضرت مولانا عبدالستار نیازی اور محترم الطاف حسین جیسے مجرد رہنماؤں کے کارکن بھی اپنے رہنماؤں کے بارے میں وسوسوں اور خدشوں میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ جبکہ خود خواجہ سرا پارٹی مس ناہید خان سے اپنے آپ کو بچانے کی کوششوں میں ہے۔

ہم "شیرو" کی خبروں پر اعتماد کریں یا نہ کریں۔ لیکن یہ واضح ہے کہ خواجہ سرا پارٹی کا معرض وجود میں آنا مرد حضرات کی مردانگی کے لیے زبردست چیلنج ہے۔ کیونکہ ان کے منہ زبانی سیاسی دعووں کے بارے میں خواجہ سرا دھڑلے سے کہہ سکتے ہیں کہ ناک نہ کان، نتھ، بالیوں کا ارمان۔ حکومت اور اپوزیشن کے جوانمردوں کو اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہ فارسی مقولہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ "مرد باید کہ ہراساں نہ شود مشکلے نیست کہ آساں نہ شود"۔ یعنی مرد ہمت نہ ہارے تو ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اگر زنانہ و مرادنہ قیادت نے ہوش کے ناخن نہ لیے۔ جبکہ قوم دونوں کو آزما چکی ہے تو قرائن بتا رہے ہیں کہ ہیجڑوں کے گھر بیٹا ہو ہی جائے گا کہ آخر انہوں نے بیاہ نہیں برات تو دیکھی ہے۔

◎